بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا مین ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا

اِنّ اللہ قد صح لکم وقت مسیحہ وما ترک من ادلۃ

بدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

چشمہ کلیم باتو گرائی چہا ورقادیان بینی	بدر رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۵	دوا بینی۔ شفا بینی۔ عرض دارالامان بینی
سلسلۃ الجدید جلد ۱ نمبر ۲	۶ شعبان ۱۳۲۳ھ جمعۃ المبارک مطابق ۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء	سلسلۃ القدیم جلد ۴
ای جہان منتظر خوش باش کامد گلستان	ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ	آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

خدا کی تازہ وحی

۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ۱۔ لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون

۲۔ وقالوا من ذا الذی یشفع عندہ۔ ھیھات ھیھات لما توعدون

۳۔ قل ان اللہ عزیز ذو انتقام الا فلا تؤمنون

۴۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم تؤمنون

۵۔ قل ما ازید لکم من امری۔ والحمد للہ رب العالمین

۶۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ انا کنا منزلین

ترجمہ۔ ۱۔ مت خوف کر۔ مجھ سے رسول میری درگاہ خوف نہیں کیا کرتے۔

۲۔ اور کہتے ہین کون ہے۔ جو اس کے پاس شفاعت کرے دور ہے۔ دور ہے۔ یہ بات جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے

۳۔ کہہ۔ اللہ تعالی غالب ہے۔ قدرت والا۔ کیا تم ایمان نہین لاتے۔

۴۔ کہہ۔ میرے پاس اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہے پس کیا تم ایمان نہین لاتے

۵۔ کہہ مین اپنی طرف سے کچھ نہین کہتا۔ اور سب تعریف واسطے اللہ کے ہے۔ پروردگار جہانون کا

۶۔ اس کو ہم نے لیلۃ القدر مین اُتارا۔ تحقیق تھے ہم اتارنے والے۔

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ کسی شخص نے ہمارے ہاتھ پر سونف رکھ دی ہے

۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ دیکھا۔ کہ ایک مکان ہے۔ اس پر چڑھنے کے لئے ایک زینہ لگا ہوا ہے۔ جو لوہے کا ہے اور تختے پاؤن رکھنے کے بھی ہین۔ اوپر ایک دروازہ ہے۔ مین اس زینہ پر چڑھتا ہون۔ مگر چڑھ نہین سکتا اتنے مین اوپر سے کسی نے دروازہ بند کر دیا۔ اور کہا کہ دوسرے راستہ سے آؤ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ راستہ تو نزدیک ہے۔ اور فوراً پہنچ سکتے ہین۔ مگر دوسرا راستہ دور ہے کوئی دو تین سو گز کا فاصلہ ہے۔ پس ہم اس دوسرے راستے سے جانے لگے۔ تو دیکھا۔ کہ مین ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہون۔ اور آگے آگے ایک خدمتگار ہے جس کا نام غفار ہے۔ اور ایک اور سوار بھی ساتھ ہے۔ جو آگے آگے چلتا ہے مین غفار کو کہتا ہون کہ آگے مت نکل۔ ہمارے ساتھ ساتھ چل تھوڑا راستہ طے کیا تھا۔ کہ آنکھ کھل گئی۔

قیمت اخبار

والیان ریاست	۳۰
معاونین برضائے خود	۱۰
	۵
	۳
عام قیمت	۲/۸

اس سے زائد امداد کے طور پر جو کچھ عنایت فرماوین۔ وہ بخوشی قبول کیا جائیگا سروست خریداری بہت کم ہے اور خرچ آمد سے دگنا ہے۔ اس واسطے امداد کی بہت ضرورت ہے۔

"تار خبر از افریقہ۔ ڈوئی ... نبوت جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو دفعہ مقابلہ پر بلایا تہا اور لکہا تہا کہ اگر تو مقابلہ پر نہ آیا تب بہی خدا تجہے ذلیل کریگا مرض فالج مین گرفتار ہے اسکا عقیدہ ہے کہ جو بیمار ہوتا ہے وہ شیطان کے قابو مین آنیکے سبب بیمار ہو جاتا ہے اھ

عصر جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

آج اگست ۱۹۰۵ء کا عصر جدید بے طلب میرے پاس بھیجا گیا جس کے معنے یہ ہین۔ کہ مضامین مندرجہ رسالہ مین خصوصاً پڑھون۔ اور قابل ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین کی دماغ سوزی کی داد دون۔ مین اپنے دوست کو محروم نہین رکھنا چاہتا تھا۔ لہذا مین نے مضمون مندرجہ کو بغور پڑھا۔ اور اب اپنی رائے پیش کرتا ہون امید ہے۔ ہمارے لائق ایڈیٹر عصر جدید اس خاکسار کو بھی ناکام نہ رہنے دین گے۔ لائق ایڈیٹر نے جیسا ظاہر کیا ہے۔ کہ اس جدید مذہبی تحریک کو سال بھر سے کسی دوسرے موقعہ کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ یہ قطعی خلاف واقعہ ہے افسوس ہے۔ کہ ایسا لائق ایڈیٹر تعلیم یافتہ ہوکر یا اس درجہ پریشان دماغ ہو۔ کہ حافظہ ہی نہ رہے۔ یا خلاف واقعہ امور پر قلم اٹھانے کی جرأت کرے۔ اس تحریک جدید پر تو وہ ۱۹۰۱ء سے طبع آزمائی کر رہا ہے۔ اُسے یاد ہونا چاہیئے۔ کہ ابلشیر کے کالم جب ہمدردی کے عنوان سے سیاہ کئے جا رہے تھے۔ تب بھی اس طبعاً نکتہ چین کا قلم نہین رکا تھا۔ میرٹھ کے قیام یعنی ۱۹۰۴ء مین بھی وہ چٹکیان لیتا رہا ہے ۱۹۰۱ء مین بھی ہمین اس طبعاً نکتہ چین کی خدمتگذاری بھلی معلوم ہوئی تھی۔ اور آج بھی ہم بادب اس کی حق خدمتگذاری سے سبکدوش ہونا چاہتے ہین۔ ۱۹۰۵ء مین اس سلسلہ عالیہ کے خلاف قلم اٹھانے اور طبعاً نیش زنی کرنے کی تحریک اصل مین اس کو اس لئے ہوئی۔ کہ فاضل سیالکوٹی مخدوم الملت مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک ذاکر ہرزہ سرا بد لگام کی تحریر ناشائستہ اور سخت گندی فحش کذب بیانی پر قلم اٹھایا۔ اور ذاکر اور اس کے ابنائے جنس پر بجلیان گرائین۔ ہم کو تو پہلے ہی سے یقین تھا۔ کہ عصر جدید کا ایڈیٹر ان نیزون سے بلبلایا ہوا ہے۔ بے چیخنے چلائے بیچارہ کیسے رہ جائے گا۔ لہذا اس تحریک کو اگرچہ اس نے عمداً چھپایا ہے۔ مگر واقعات حقیقی کو چھپانا اور غلط بیانی سے کام نکالنا کوئی ایسا امر نہین ہے۔ جسے اس نے کبھی برا سمجھا ہو یہ صفت عالی مذہبی ورثہ مین پائی ہے پھر کیون ضرورتاً اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ ہم ذاکر اور عصر جدید کے ایڈیٹر کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ وہ تھان کا ٹرا تھا۔ اس لئے سخت ایڑ کی ضرورت ہوئی۔ ایڑ کھا کر چپ ہو گیا مگر ایڈیٹر عصر جدید نئی روشنی کا آدمی ہے۔ اس کے لئے اس کے موافق علاج کی ضرورت ہے۔ تا فاسد مواد اس موقعہ پر بھی پھر عود نہ کرے۔ طرز تحریر پہلے کا ناشائستہ تھا۔ اس لئے فاضل سیالکوٹی کو تلخ نسخہ دینا پڑا۔ عصر جدید کی طرز تحریر زمانہ تہذیب کی ہے۔ اس کے لئے عمدہ کونین مگر شہد کے غلاف مین درکار ہے۔ تا آہستگی سے گلے سے اتر جاوے۔ لہذا ہم انشاء اللہ تعالےٰ اس کی مرضی کے موافق خدمت کرین گے۔ مرزا صاحب ہی پر کچھ منحصر نہین ہے۔ ہم کو تو آج ہندوستان مین ایک بھی ایسا نظر نہین آتا۔ جس کے عروج نے ایڈیٹر عصر جدید کی آگ کو نہ بھڑکایا ہو۔ اور وہ محسود اس کے قلم سے بچا ہو۔ یا تو حقیقتاً یہ آگ ہی اس مین موجود ہے۔ جو اسے بعض ایسے موقعون پر پریشان کرتی ہے۔ یا وہ کمزور طبع ضعیف الدماغ اپنے دماغی تھوڑی کو کار عالم کے قابل نہین پاتا۔ اور پریشان ہوکر جنونانہ بڑ ہانکنے لگتا ہے۔ بہرحال ہم دیکھتے ہین۔ کہ آپ کیا فرماتے ہین

عصر جدید کی بے تعصبی

یہ طبعاً نکتہ چین قبل اس کے کہ مضمون شروع کرے کوشش کرتا ہے۔ کہ پبلک کو اپنے بے تعصبی اور بے لاگ تحریر کا یقین دلائے۔ اور اس غرض کے لئے وہ قرآن شریف کی آیۃ کریمہ "فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ" کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتا ہے۔ مگر کیا اس کی تحریر یعنی نفس مضمون۔ اس کی تائید کرتا ہے۔ ہرگز نہین۔ متعصب گروہ یا شخص ہمیشہ پہلے اپنی بے تعصبی کا اظہار کیا کرتے ہین۔ اور اسے بطور مقدمہ بیان کے پیش کرتے ہین۔ تا لوگون یا اپنے دل کو تسلی دین یہ دہوکا ہوا کرتا ہے۔ مجرم ہی ہمیشہ صفائی کی طرف سب سے پہلے بھاگتا ہے۔ اگر حقیقتاً وہ بے تعصب ہوتا تو پبلک خود سمجھ لیتی۔ اسے اس مزید یقین کی ضرورت کیون ہوئی۔ کیا پبلک پر بے اعتباری تھی۔ یا اپنے دل پر۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ اس آیۃ کریمہ کے بموجب ہمیشہ ہم کو صحیح اور سچ بات بے تکلف ہر جگہ اور ہر شخص سے لینا چاہیئے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ وہ ایسا کرتا بھی ہے۔ چاہیئے تو ایک فرض ہے اور لینا ایک عمل ہے۔ وہ ثابت تو کرے۔ اس کا منشا علم فرضی سے ہے۔ یا واقعی عملاً وہ ایسا کرتا ہے افسوس کہ ایسا عمل بے عیب نہین ہے۔ جیسا اس طبعاً نکتہ چین کا دعویٰ بے عیب ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب مدظلہ کے عیوب کے ساتھ اگر وہ انکے محاسن اور ان کے گروہ کی کچھ خوبیان بھی لکھ دیتا۔ تو یہ قیاس ہو سکتا تھا۔ کہ نظر عمیق ڈالی گئی ہے۔ اور بے تعصبی اور نیک نیتی سے کام لیا گیا ہے۔ مگر کیا کوئی ذی عقل اسے باور کر سکتا ہے۔ کہ جب کہ ایڈیٹر عصر جدید تک مین بعض اوصاف حمیدہ بھی ہین۔ تو مرزا صاحب مدظلہ مین نہ ہون گے۔ جو۔۔ باعتبار اپنے حسن اخلاق کے دوست دشمن سب کی نظر مین خلیق منکسر در گذر کرنے والے راست باز ہین۔ یا اگر فرض کر لو۔ اس طبعاً نکتہ چین کی رائے مین وہ ان اوصاف سے نہ سہی کسی اور صفت حسنہ سے متصف ہین۔ تو کیا اس کا اظہار اس کے لئے باعث شرم تھا۔ کیا سچی تحقیقات شہادتون مین سے صرف برائیان چن لینے کو کہتے ہین۔ آفرین اے بے تعصب مالہ کو ٹالہ کہنے والے۔ صد آفرین

نئے انبیاء سے بغض

اس عنوان کے تحت مین یہ طبعاً نکتہ چین لکھتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے اخبار نویس حواری وغیرہ اس بات کو دوہراتے نہین تھکتے۔ کہ مسلمانون کی حالت نہایت سقیم ہے۔ اس لئے ایک جدید رسول اور مجدد اور ہادی کی ضرورت ہے۔ اس دعوے کے پہلے حصے سے ہم کو اتفاق ہے۔ پھر لکھتا ہے۔ اور اگر صاف صاف دلائل اور مفید اور برحق تعلیم ہم کو ملے۔ تو ہم بے تامل ایک ہادی اور ایک رسول کو لینے کے لئے آمادہ ہین۔ یہ خاکسار پبلک سے فیصلہ چاہتا ہے۔ کہ اس اوپر کی تحریر مین پہلا حصہ کونسا ہے۔ جس سے اُسے اتفاق ہے۔ اور وہ دوسرا حصہ کون سا ہے۔ جس سے نااتفاقی ہے۔ میری عقل رہبری نہین کرتی۔ کہ ایک جملہ مین جو یہ کہتا ہے۔ کہ چونکہ مسلمانون کی حالت سقیم ہے۔ اس لئے ہادی رسول کی ضرورت ہے۔ اول حصہ کون سا ہے اور دوسرا کون سا ہے۔ اور جبکہ وہ رسول کو لینے کے لئے بشرط تعلیم برحق آمادہ ہے۔ تو انکار کس حصے سے ہے۔ افسوس ججی کی کرسی پر بیٹھ کر ایک اردو کے فقرہ پر بھی قدرت فہم نہ ہو نا کس درجہ ذلت و خواری ہے حضرت مرزا صاحب کے اخبار نویس و حواری اپنے دلائل کو اور اظہار حق کو دوہراتے کیون تھکین گے۔ جبکہ عصر جدید اپنے منطق اصلاح تمدن کو جس کی اعلیٰ تعلیم قرآن شریف مین ہی موجود ہے۔ بار بار دوہراتے نہین تھکتا اور محض فضول قوم کا روپیہ صرف کرا رہا ہے۔ اور اپنے نمود کے لئے یا پیٹ پالنے کے لئے اس قدر سرگرم ہے۔ کہ ہر ماہ ایک پرچہ اسے رٹ سے بھرا ہوا نکال رہا ہے۔ اور پھر نہین تھکتا۔ اے طبعاً نکتہ چین اپنے گریبان مین منہ ڈال کر ہی قلم ہاتھ مین لیا ہوتا۔ جس رسول پاک کی تعلیم کو سارے عالم نے مانا ہے۔ جب اسی کی تعلیم فاضل ایڈیٹر کو راہ راست پر نہ لا سکی۔ تو اب وہ اگر جدید

رسول کو اس عزت قبول سے محروم ہی رکھے ۔ تو اصلی ہے ۔ کیونکہ قبول کرنا معلوم جب تک طبعی نکتہ چینی باقی ہے ۔ اور طبیعت بدل نہین سکتی ۔ پھر سعادت قبول حق نصیب کیون کر ہو سکتی ہے ۔ وما تاتیھم من آیۃ من آیات ربھم الا کانوا عنھا معرضین ۔
یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون ۔ جو گروہ ان اوپر کی آیات کریمہ مین شامل رہے ۔ یعنی رسولان سے اور الٰہی نشانات سے اعراض کرنے والے اور استہزا کرنے والے خدا کے مرسلون کے ہمیشہ ہدایت سے بے نصیب رہتے ہین ۔ شروع اور ابتدائے اسلام ہی مین جب مرسلین خدا کا استہزا اس شدت سے کیا گیا ۔ کہ آج تک کبھی عصر جدید کا ایڈیٹر اور اس کے ابنائے جنس اس لعنت کو دہراتے نہین تھکتے ۔ جو خدا کے صدیق گروہ پر کی جا رہی ہے ۔ تو اب کیون کر امید ہو کہ وہ کسی رسول جدید کے قبول کرنے پر واقعی آمادہ ہے جس نے ان اگلون کو قبول نہین کیا ۔ جن کو ایک حیثیت مذہبی سے کروڑون قبول کئے ہوئے ہین ۔ اور دوسرے حاکمانہ حیثیت سے ہر قوم کے مورخ باستثنائے ایڈیٹر عصر جدید واخوانہ مانتے چلے آتے ہین ۔ جن کی صداقت کے زندہ نشان آج تک موجود ہین ۔ تو پھر کیا توقع کیجائے کہ یہ جان باز اپنے ابنائے جنس سے بڑھا چڑھا ہیرو پیدا ہوا ہے ۔ جس کے لئے کوئی قومی روک مذہبی خندق حارج نہین ہو سکیگا ۔ بہرحال اگر وہ قبول کرنے پر آمادہ ہے ۔ تو دلائل کا ایک دفتر موجود ہے ۔ وہ اپنے حقیقی اعتراضات جو حضرت مرزا صاحب کی براہین قاطعہ پر اس کو ہین ۔ پیش کرے ۔ اور پبلک پر احسان کر کے موقعہ دے ۔ کہ وہ اس کی اس جرأت کا نمونہ بھی آنکھون سے دیکھ لین ۔ ہم حاضر ہین ۔ اس کے اعتراضات سننے اور بقدر ہمت و توفیق جواب دینے کے لئے ۔ ہان دل بدل دینا اور دل کی کھڑکیان کھولنا تو صرف خدا کے ہاتھ مین ہے ۔ اس کے لئے ہر دلیل کافی بھی ہے ۔ ناکافی بھی ۔ ابوجہل نے کبھی وہ باتین نہین مانین جن کو صدیق رضی اللہ تعالے نے فوراً قبول کر لیا تھا ۔ اس لئے ہم یہ وعدہ نہین کر سکتے ۔ کہ منوا کے چھوڑین گے ۔

حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو بابیون کا انتخاب کہنا مرزا صاحب مدظلہ کے دعوے کو مضبوط کرتا ہے ۔ کیونکہ یہ شہادتین منہاج نبوت کے اعتبار سے دعوے کی صداقت کے لئے ہین ۔ اس نکتہ چین جیسے لوگ جناب محمد مصطفی احمد مجتبی حضرت رسول خدا صلعم کے حق قرآن کو بھی اساطیر الاولین اور توریت کا انتخاب کہا کرتے تھے ۔ یہ تو کوئی تحقیقات کا طریقہ نہین ہے

اگر مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تحریر کسی نادان کو ایسی معلوم ہوتی ہے ۔ تو چاہیئے تھا ۔ کہ باب کے گروہ یا خود باب کی تصانیف کا حوالہ معہ سند کے پیش کرتا اور پبلک پر فیصلہ چھوڑتا ۔ محض اٹکل کے تیر چلانا اور دل لگی کے لئے چند فقرات چلتے ہوئے لکھ جانا کیا بے تعصبی اور بے لاگ ہونے کی دلیل ہے ۔
کسی مقدمہ کا دوسرے مقدمہ سے ہم نوع ہونا تو انتخاب اول کی دلیل نہین ہے ۔ توریت مین زنا کے خلاف تعلیم ہے ۔ اور قرآن شریف مین اس سے بہت عرصہ کے بعد زنا کی ممانعت دیکھنے مین آئی ۔ تو کیا قرآن شریف توریت کا انتخاب ہے ۔ ممکن ہے ۔ کہ بابیون کی کتب مین کچھ ایسی باتین ہون ۔ جو مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تصانیف مین ہون ۔ اکثر اخلاقی امور مشترکہ کتب مین ہوتے ہین ۔ مگر وہ کتاب کہان ہے پیش کیجائے تو راست بازی ہے ۔ ورنہ افترا ۔

پھر آگے چل کر ہمارا دوست لکھتا ہے ۔ کہ اگر خدائے تعالی کی طرف سے کوئی حقیقی رسول ملجائے تو ہم اپنی پرانی احادیث اور روایات کو بھول جانے پر آمادہ ہین ۔ یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی ۔ اس متواتر اور صحیح اور متفق علیہ حدیث سے انکار کرنے یا اس کی تاویل پر آمادہ ہو جائین گے ۔

قابل ایڈیٹر کو چاہیئے تھا ۔ کہ اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے پوری حدیث لکھ کر اپنی وجوہ پیش کرتا تا پبلک کو اس کی بے تعصب تحقیقات سے معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے مسیح ماننے مین یہ حدیث نبوی اس طرح پر بطور روک کے واقع ہوئی ہے ۔ اگر اس دانشمند حدیث خوان کو تاریخ اور حدیث پر عبور ہوتا ۔ تو یہی حدیث اثبات دعوی مرزا صاحب مدظلہ کے لئے ایک شاہد صادق نظر آتی ۔ ہم اس کو اطمینان دلاتے ہین ۔ کہ یہ حدیث نبوی ہر چند کہ اصطلاح محدثین مین متفق علیہ حدیث نہین ہے ۔ کیونکہ بخاری و مسلم مین اس کا ذکر نہین ہے ۔ تاہم یہ عاجز اسے صحیح باور کرتا ہے ۔ اس کا منشاء صرف اسی قدر ہے ۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عالیجاہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام غزوہ مین ساتھ نہین لیجانا چاہتے تھے ۔ اس لئے مثل موسی کے آپ نے اپنے بھائی علی مثیل ہارون کو پیچھے چھوڑ دیا ۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے ۔ کہ سلسلہ عالیہ محمدیہ قائم مقام سلسلہ موسویہ کے تھا جیسا قرآن شریف مین بھی فرمایا گیا ہے ۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا ۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ۔ ان آیات بینات اور اس حدیث نبوی سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ سلسلہ محمدیہ مثیل سلسلہ موسوی ہے ۔ اور یہ دونو پاک بزرگ نبی ایک دوسرے کے مثیل ہین ۔ پس باعتبار مماثلت خلفائے موسوی ہوتے ہوئے خلفائے محمدی سے کیون انکار ہوا ۔ پہلے بزرگ و پاک خلیفہ صدیق اکبر کے انکار کے بعد ہمارا زبردست ہیرو آخری خلیفہ کے لئے اظہار فیاضی سے کام لیتا ہے واقعی دلیرانہ ہمت ہے ۔ اگر یہ ہمت قصور نہ کرے ۔ تو وہ ضرور وعدہ الٰہی سے مستفید بھی ہوگا ۔ اب رہی یہ بات کہ لانبی بعدی ۔ اصول مذکورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر اور مماثلت کا خیال کر کے حدیث پاک کے یہی معنے ہو سکتے ہین ۔ کہ خلفا کا سلسلہ قائم رہے گا ۔ یہان تک کہ اپنے موقعہ پر مثیل مسیح خلیفہ ہو کر آ گیا ۔ البتہ نبی تشریعی جو قرآن شریف مین رد و بدل کرے یا گھٹا دے یا بڑھائے ۔ جیسے ہمارے ایڈیٹر عصر جدید کے گروہ کے علماء نے دس پارون کا اضافہ مانا ہے اور پھر ان کا ضائع ہونا ثابت کرنے کی کمزور کوشش کر کے علو ہمتی اور معرفت الٰہی کا ثبوت دیا ہے ۔ ہان ایسا نبی نہین آئے گا ۔ کیونکہ ادھر سلسلہ موسوی مین کوئی ایسا نہین آیا ۔ جس کا ذکر حدیث پاک مین ہے پس ۔ اے قابل جج یہ موٹی سی حساب کی باتین کہ آپ کے دماغ مین کس لئے جگہ پا سکی ۔ ہائی کورٹ کی نظیرین تو انہی پر ہین ۔ اور بغیر ان کے ایک قدم ججون کے اجلاس مین نہین اٹھایا جا سکتا یہ تطابق قانون الٰہی سے جناب کو کیون اس قدر اعراض ہے ؟ افسوس ۔ باوجود بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کے تمام جناب کا دماغ اس قدر عالی ظرفی دکھا رہا ہے ۔ خدا جانے اس وقت کیا حال ہوگا ۔ اگر آپ کو تھوڑا سا الاؤنس تعصب کا دیا جائے ۔

خاتم النبیین کے معنے اگر مہر نبوت کے نہین تو اور کیا ہین ۔ آپ ان معنون کو رد اور فرض کیون قبول فرماتے ہین ۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کیون بطور احسان کے آپ تسلیم کرتے ہین ۔ اس عزت احسان کو اگر آپ مرزا صاحب کے لئے تجویز نہ فرماتے ۔ تو کچھ حرج نہین ہے ۔ کیونکہ ایک معصوم رسول و خلیفہ محمد علیہ السلام والصلوۃ کی عزت تو ان ہاتھون مین ہے جن ہاتھون مین حضرت ابوبکر و عمر علیہم الصلوۃ والسلام کی عزت تھی ۔ وہ نہ آپ کے اگلون سے چھنی نہ یہ آپ کے پچھلون سے چھنیگی ۔ اگر [illegible] یہ آیت کریمہ کچھ اور مفہوم رکھتی ہے ۔ تو وہ [illegible] کے مرزا صاحب سلمہ ربہ کے منشاء کا بطلان [illegible] تا پبلک اور عصر جدید دیکھنے والے [illegible] پاتے

بہرحال ان کمزوریوں پر بھی اور اس منکرانہ متکبرانہ تصدیق پر بھی اگر آپ واقعی متلاشی حق ہیں۔ بشرطیکہ دین و دنیا کی کوئی ایسی چیز آپ کو ملے۔ جس پر آپ اپنا عزیز مگر تقویم پارینہ ایمان قربان کردیں۔ تو ہم صلائے عام یاران نکتہ دان کے لئے آپ سے عرض کرتے ہیں۔ کہ قرآن شریف پر عمل خالص کرو۔ اور اللہ تعالےٰ اور اللہ تعالےٰ کے اولیا کے ساتھ اخلاص و محبت صدق و صفا دکھلادیں۔ جیسے باعظمت دولت اور وہ دنیا جو متاع قلیل ہے۔ اور جس پر آپ شہد کی مکھی کی طرح مفتون ہیں مل ہی جائیگی۔ مرزا صاحب مدظلہ العالےٰ کی یہی تعلیم ہے اور بس۔ پھر خانہ بدوشی اور جولاہے کی نلی کی طرح مسافرت کی ضرورت نہ رہیگی ورنہ اگر اس تحریر لایعنی سے صرف پیسہ اخبار کی تقلید منظور ہے۔ تو چند سے اور صبر کیجئے۔ میر ٹھ سے جیسا پیش خیمہ اٹھا ہے۔ ایسا ہی سبق کوئی اور بھی مل جائیگا۔ تا پیسہ والے کی طرح آپ بھی اپنی ہستی عالی سے ایک شہادت قانون الٰہی کی چھوڑ جاویں۔

ہر جگہ سے ہدایت

یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی عالی شان زبردست مرضی سے قائم ہوا ہے۔ اور وہی ثبوت بہم پہنچا رہا ہے۔ اگر جناب میں شمہ بھر بھی جوہر صداقت ہے تو ضرور آپ کے امراض نہانی اور ضعف جسمانی و روحانی کا علاج ہو جائے گا۔ ورنہ یہ طب یورپی و یونانی۔ یہ پولیٹیکل اکانمی اور یہ کارلائل کی روح اور میکالے کی تقلید کچھ کام نہ آئے گی۔ کانگرہ دہلی کا سبق راہ کھول گیا ہے۔ اور اس لئے اگر بیان ہماری بے نہ بولی۔ اور مستحقین لعنت پر لعنت نہ کی۔ تو آگے چل کر خدا نے ہے۔ جس کی لعنت صفحہ ہستی سے منکروں کو مٹا رہی ہے۔ لعنت آنست کہ از سوئے خدا میبارد۔ لعنت بد گران است یکے ہرزہ نفر جس سنت اللہ پر چلنے والی قوم کو۔ ۱۳۰۰ برس کی لعنت نہ مٹا سکی۔ اور سے اب کسی فرد واحد کی لعنت کیا گزند پہنچائیگی۔

دلائل نبوت

اس عنوان کے تحت میں ہمارا دلیر ایڈیٹر نہایت جرأت سے وفات مسیح اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا امکانی مسیح ہونا تسلیم کرتا ہے۔ غریب بیکس کو معلوم ہے کہ حیات مسیح کا مسئلہ نہایت ہی بیکس و ضعیف مسئلہ ہے۔ لہذا چلتے چلاتے جھٹ پٹ تسلیم کر کے دلیری کا ثبوت دیدیں۔ تا ضیق نفس پیدا نہ ہو۔ اچھا یوں بھی سہی۔ ہم آگے قدم بڑھانے والے کو بیدار متنبہ کرنا چاہتے ہیں۔ آؤ بھگت کے لئے موجود ہیں۔ یہ طبعاً نکتہ چین عصر جدید کا سیر و کوئی نشان بالخصوصیت دیکھنا چاہتا ہے۔ تا حلقہ مسیحی مرزا صاحب علیہ السلام پر ناگوار نہ گذرے اور وہ خوشی سے اسے دیکھہ کر انکھیں ٹھنڈی کرے۔ قبل اس کے کہ وہ ہم سے طالب خصوصیت ہو۔ اُسے یہ بتانا چاہیئے تھا کہ آیا حضرت اقدس مرزا صاحب نے جو براہین و دلائل اپنے مسیح موعود ہونے کے پیش کی ہیں۔ وہ کبھی اس کی نکتہ چین نگاہ سے گذری ہیں یا نہیں۔ اگر گذری ہیں تو یہ حق سے چشم پوشی اور تجاہل عارفانہ کیوں۔ کیا وجہ کہ باوجود دعوئ بے تعصبی ان دلائل پر جرح نہیں کی اور اپنے استدلال سے ان بینات کو نہیں توڑا۔ کیا انصاف اس کا مقتضی نہ تھا۔ کہ پہلے اپنا مفروضہ معیار شناخت مسیح موعود کے لئے پیش کرتا اور پھر مدعی جدید کو اس پر آزما کر دیکھ لیتا۔ آخر اُسے بھی تو مسیح موعود کی آمد کا انتظار ہے۔ اس پیچھے آنے والے کی پہچان جو اس کے (ایڈیٹر) پاس ہو۔ وہ پیش کرے۔ اور پھر مرزا صاحب سلمہ ربہ کے دعوےٰ کی تصدیق و تکذیب کی اصلیت کھل جائے گی۔

اس صاف طریق امتحان سے پہلو تہی کرنا یا عمداً ہے جو دلیل تعصب اور عناد ہے اور یا ناقابلیت دماغ ہے ججی کی کرسی پر بیٹھ کر کسی تحقیقات کے لئے ایک دو تنقیح بھی قائم نہ کر سکنا شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہے۔ بروز کارلائل و میکالے بنکر یاوہ گوئی کرنا عجیب تر ہے۔ یا تو ہمارا جدید ہیرو اپنا معیار شناخت پیش کرے [illegible] یا اعلیٰ ظاہر کرے۔ یا پھر صاف صاف کہدے۔ کہ اُسے کسی مسیح کی آمد اور کسی مہدی خونی یا مفرور روپوش کی آمد کا انتظار ہی نہیں ہے۔ تو پھر معاملہ ہم سلجھا دیں گے انشاءاللہ تعالیٰ

معجزات

ناچیز ایڈیٹر عصر جدید لا القبول خود ہم تو اُسے کوئی چیز سمجھتے ہیں) دکھلائے کہ کہاں حضرت مرزا صاحب مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ ہر معجزہ یا خرق عادت محال ہوتا ہے۔ سید صاحب اگر معجزات کی تاویل کرتے تھے۔ اس لئے قابل تسلیم نہ تھے۔ اور مرزا صاحب سلمہ ربہ بقول اس کے شعبدہ بتاتے ہیں۔ تو کیا یہاں اس قدر گنجائش نہ تھی۔ کہ یہ طبعاً نکتہ چین اپنی رائے انھیں مضامین کے بارہ میں لکھہ کر موقعہ جانچ کا دیتا تا بے تعصبی کی تحقیقات قوم و ملک کو مشکور کرتی انصافانہ تحقیقات تو یہ ہونا چاہیئے تھی۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ احیاء موتیٰ مسیح علیہ السلام کے پیش کرتے وقت آپ اپنا عقیدہ بھی پیش کرتے اور اپنی تاویل بھی کھول کر سامنے لاتے۔ خیر اگر ہم چٹکیاں نہ لیتے۔ تو ذرا کہیں کہیں گدگدا کر دیکھہ لیتے۔ کہ کہاں لغو ہے کہاں نہیں۔ کہاں نشیب ہے کہاں فراز۔ حضرت مرزا صاحب تو اپنے معجزات کے ساتھ ہی معجزات انبیائے سابقین کی تصدیق فرماتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے اشعار آبدار سے واضح ہے۔

معجزات انبیاء سابقین ٭ آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
برہمہ از جان و دل ایمان ما ٭ ہر کہ انکارے کند از اشقیاء است

ہاں آدمی کو بندر۔ مٹی کی مورتوں کو کوا۔ کٹے ہوئے گوشت کا پھر پرندہ بن کر اڑنا۔ سڑی ہوئی ہڈیوں کا مسیح کے ذریعہ سے زندہ ہونا۔ آسمان پر انسان کا اڑ جانا۔ اور پھر وہاں سے دمشق کے منارہ پر فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترنا اور سیڑھی مانگنا۔ گویا اندر سبھا کی پریوں کے برابر بھی قوت نہیں ہے۔ کہ وہ تو کھٹ سے ایک تار پر اتر آتی ہیں۔ اور یہ غریب باوجود حمائت فرشتگان کے ادھر میں لٹک رہا ہے۔ انسانوں کا دو ہزار سال تک بلا تغیر و تبدل آسمان پر بے آب و دانہ رہنا اور پھر زمین پر آنا ایک چھ برس کے معصوم بچہ کو فرشتوں کا بھگا لیجانا اور سرداب سرمن رائے میں رکھنا۔ صدیوں بعد اس بھنور کے پلے ہوئے کا نکلنا اور ہدائت کرنا۔ زائرین کا سرداب سرمن رائے میں جانا اور معصوم مہدی سے ملاقات کرنا خطوط لانا۔ قوم کی قوم کا گمراہ ہو جانا۔ اور اس ہادی کا جزیرہ میں تہ خانہ کے اندر بیٹھے ہوئے ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بنا۔ ایک قوی ہیکل کانے کا برق دم گدھے پر سوار ہو کر مسیح و مہدی کے مقابلہ پر آنا۔ پھر گدھا بھی مالیر کوٹلہ کا سا نہیں بلکہ ایسا تیز دم کہ ڈربی میں بھی جواب نہ نکلے۔ دن بھر میں بعد المشرقین طے کرے اور اس کانے کی حکومت کا مشرق سے مغرب تک پھیلنا اور بجلی آگ پانی جنگل پہاڑ سب پر حکومت کرنا۔ دو ہزار سالہ مسلوب الحواس اور صدیوں کے روپوش کا مل کر کانے پر غلبہ پانا اور پھر اس کے بعد کا وہ منظر جس کی تصویر لکھنؤ کے چانڈو خانوں کے گپ بازوں میں بھی نہ ملتی ہوگی۔ یعنی فونوں کا نماز کے وقت۔ قبلہ آپ پڑھائیے نہیں قبلہ آپ ہی پڑھائیے کہنا پھر آسمان سے اُترے کا مردود ہونا اور بھنورے کے پلے ہوئے اندھیری کے فرزند کا مقبول ہو کر امام بننا۔ اس مزہ دار چٹ پٹی داستان کو البتہ مرزا صاحب مدظلہ اور اُن کا صداقت پسند گروہ قبول نہ کرنا تو ایک بات ہے۔ اسلام پاک کے ذکر کے ساتھ سن بھی نہیں سکتے۔ یہ مذہب تو ان کا ہو سکتا ہے جو ہنومان کی دم کو ہزاروں گز کی مشعل بنا کر لنکا میں آگ لگا [illegible] ہیں۔ مہری۔ امفنکس۔ یونانی دیوتاؤں اور دیو یو کی لڑائی۔ حد سکندری۔ قہقہہ دیوار۔ امیر حمزہ کے کارنامے طلسم ہوش ربا۔ میر تقی خیال کی اڑان سب کے ساتھ ساتھ یہ مذہب عمر عیار کی زنبیل میں رہ سکتا ہے۔ ہمارے دلوں میں جن کو خدائے قدوس نے اپنی پاک وحی

محمدی کے ذریعہ سے تخم ایمان کے لئے کشت زار بنایا ہے۔ ویسے جہاڑ جھنکاڑ کی جگہ نہین ہے۔ اب ہمارا ہیرو تملائے۔ کہ اگر ہم نے یہ ردی افسانے نہین قبول کئے۔ تو کیا جرم کیا۔ مرزا صاحب کے اخبار اور مردہ بیٹے کے زندہ کرنے کی پوری حقیقت یا اس کی نقل ہی کیون نہ پیش کی۔ تا بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کا نقشہ کھچ جاتا۔ واقعات حقہ کی چھپانے کی عادت موروثی اس جرأت جدید کے ساتھ عجب بات ہے۔ بھلا اس مین تقیہ کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مرزا صاحب کا ایک لڑکا شدید علیل ہو گیا تھا۔ متواتر صرع کے دورون سے ضعف و نقاہت بیہوشی تک پہنچ گئی تھی۔ بظاہر طبیب مایوس زندگی تھے۔ حضرت مرزا صاحب کی دعاؤن سے اللہ تعالےٰ نے باوجود ناامیدی کے اس معصوم بچہ کو صحت عطا فرمائی۔ ایک احمدی اخبار نے لو مردہ زندہ ہو گیا کے عنوان مین یہ لکھا تھا۔ کہ اسی طرح اگلے نبیون کی دعاؤن سے بھی اللہ تعالےٰ صحت بخشتا رہا ہے۔ اسی کو بظاہر مردہ کا زندہ ہونا بنا لیا گیا ہے سلسلہ ظاہری کی ناامیدی اور پھر حیات کا عود کر آنا یہی زندگی ہے۔ جو معجزہ ہے۔ ورنہ حقیقی موتی جن کا سانس بند ہو چکا اور روح جسم سے پرواز کر چکی ہو۔ نہ زندہ ہوئے ہین۔ نہ بجز حشر اجساد کے موقعہ کے کبھی زندہ ہون گے۔ یہ واقعہ اس مردہ قوم کے لئے مثل نصیحت کے تھا۔ جو آج تک مردون کے زندہ ہو جانے کی قایل ہے۔ اور باوجود کار لایل ہونے کے ایسے افسانہ پرستی کے خلل سے محفوظ نہین ہے۔

پیشین گوئیان اس سے بڑھ کر اس طبیعا نکتہ چین کی بے تعصب تحقیقاۃ کا ثبوت اور کیا ہوگا۔ کہ بغیر لکھے ہوئے کسی ایک پیشین گوئی کے لکھتا ہے۔ کہ سب سوائے ایک مشتبہ کے صریح غلط نکلین۔ بے تعصب تحقیقات تو ایسی ہوتی ہے۔ کہ سب نہین آدھی نہین دہی دو چار بڑی بڑی تحدی والی پیشین گوئیان لکھہ کر ان کے متعلق واقعاتی شہادت پیش کرتا اور دکھاتا۔ کہ اس طرح پر غلط نکلین۔ اپنے واقعات مرزا صاحب کے واقعات تحریر کردہ دونون پبلک کے سامنے پیش کر کے پھر ثابت ہو جانے پر حق رکھتا تھا۔ جو چاہتا لکھتا۔ دعویٰ بے دلیل یا بغیر نفس مقدمہ بنا اور پھر داد کی امید رکھنا۔ سبحان اللہ۔ مرزا صاحب کو تو تاویل کا جامہ پہناتے پہناتے شرم کی ضرورت کبھی نہ پڑی۔ مگر ہان غیرت دار جج کے لئے ضرور ڈوب جلنے کی بات ہے۔ کہ جج بنے اور بغیر مقدمہ پیش کئے بغیر شہادت فریقین لئے۔ فیصلہ لکھدے۔ اور پھر شرماتا در کنار داد چاہے۔

مرزا صاحب مدظلہ کو تو اپنی پیشین گوئیون کے لئے تاویل بے جا کی ضرورت کبھی نہین پڑی۔ مگر غریب ہیرو کو مصیبت کا سامنا ہوگا۔ اور ساری سنگر مشین کھینچ کو مدعو کرنا پڑے گا۔ تا جامہائے تاویل تیار کئے جائین۔ اور اس وقت دشواری و برہنگی نہ مار ڈالے جبکہ صدیون سے بھنورے مین پلنے والا تاریکی کا فرزند (چھ برس کی جان) کلانے بر قدم گدھے کے سوار کے مقابلہ مین میدان مین لایا جائے گا۔ دشمن قوم کا نا ہی ہوگا۔ مگر اس بچہ کی تاریک پسند نگاہین آفتاب عالمتاب سے کیسے ہونگی۔ وہ کیونکر آفتاب صداقت کی روشنی مین ٹھہر سکیگا۔ بھلا جس بیکس کے پاس اس قدر قوۃ نہ ہو۔ کہ باہر نکلے۔ اور بگڑی قوم کو بنائے۔ تہ خانون مین ہی بیٹھ کر نعرہ بازیان کرے۔ وہ ایسے دیو کے مقابلہ مین کیا کرے گا۔ جس کی تابع بجلی ہوا۔ جنگل۔ پہاڑ پانی۔ آگ دنیا کے سلطنت مشرق سے مغرب تک مردے جلانے کی قوت ہو۔ خدائی اور نبوت کے دعوے کرتا ہو۔ اور لوگ اس سے خوش ہون۔ ہان یہ نازک وقت معرکہ کربلا سے زیادہ سخت ہوگا۔ اس وقت ضرورت ہوگی۔ کہ تاویل معنے پہنائے اور جھوٹھی بیچے ہون۔ ہم کو ابھی کیا ضرورت ہے۔ اور کیون شرم آئے۔ کسی پیشین گوئی کو لیجئے اور دیکھ لیجئے۔ اعتراض کے لئے تو کلام الٰہی مین بھی تراش خراش کے بغیر آپ کے ابنائے جنس نہین رہے*۔ یہ تو صرف ایک امام وقت کی پیشین گوئیون کا ہی ذکر ہے۔ ہمدردی تو اس قابل ایڈیٹر کو محض خدا کے ساتھ ہے۔ جس کی بدزبانی اور فحش بیانی تو اسے نہ شرما سکی۔ ہان اس کا دندان شکن جواب جب نکلا۔ تو دل پر بجلیان گر پڑین اور فضول رسالہ کا کاغذ سیاہ کر کے نامہ اعمال کے لئے سیاہی تیار کرلی۔ مرزا صاحب کے یہان تنخواہ یاب گروہ سے کیون اس قدر عناد ہے۔ جبکہ خود ہمہ دان نکتہ چین حق نمک ہی کی وجہ سے اس قدر جامہ سے باہر ہو گیا ہے۔ اجرت پر سٹنے والون کی فہرست کیا نگاہ سے نہین گذری۔

منہاج نبوت اس عنوان کے تحت مین اس نکتہ چین کو غضب ناک جوش نے آدبایا۔ مجبوراً اسے دانت دکھاتا پڑے وہ لکھتا ہے۔ مرزا صاحب نے جب دیکھا۔ کہ وہ اپنی صداقت اور معجزات اور پیشین گوئیون کی ضعف کی وجہ سے نبوت کے معارج تک نہین چڑھ سکتے۔ تو انھون نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے درجہ پر نیچے گھسیٹنے مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا۔ ۔ ۔ وغیرہ وغیرہ

غرضکہ اس کو مرزا صاحب پر یہ الزامات ملے۔ کہ انہون نے اور ان کے ایک منہ پھٹ حواری نے شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور حسین ابن علی اور سردار انبیاء محمدن المصطفےٰ اور حضرت عیسےٰ اور قرآن شریف کی ہجو کی ہے۔ وغیرہ یہ نہایت دلچسپ عنوان ہے۔ اور اس مین ہمہ دان نکتہ چین نے عجیب نقش باطل کھینچا ہے۔ دوسرے لفظون مین یہی مضمون یون لکھنا راستبازی کا ثبوت تھا۔ کہ چونکہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے صادق اور صحیح مستدلل دعوون پر قوم کے نادان نافہمون کو اعتراض ہوئے وہ اعتراض اگر تسلیم کئے جاوین اور وہ عیوب جن کو عناد و بغض کی آگ سے مجبور ہو کر بد اندیش مرزا صاحب پر تھوپتے ہین صحیح تصور کئے جاوین۔ تو مجبوراً ان کو ان سب پیشوایان ملت اور قرآن شریف پر بھی اپنے مفروضہ عقائد باطلہ کی وجہ سے وہ اعتراض تسلیم کرنا پڑین گے۔ مرزا صاحب نے ان کے اعتراضات کی بنا پر الزامی جوابات بھی دئے ہین غریب ناچار جب اعتراض نہ اٹھا سکے۔ تو قوم کو بھڑکانا شروع کیا۔ پہلے بھی ابوجہل اور ابولہب کا گروہ شیوخ عرب کو یہ کہکر بہکایا کرتا تھا۔ اور مشتعل کیا کرتا تھا۔ کہ لات و منات اور خداوندگان ابوطالب و عبدالمطلب کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) برا کہتا ہے۔ اور جہنمی بتاتا ہے۔ وہ گروہ بھی جہلا کی ایک فوج جمع کرنے پر کامیاب ہوا اور یہ گروہ بھی کامیاب ہو رہا ہے لیکن انجام ابوجہل اور فتح مبین کا نظارہ آنکھون کے سامنے نہین ہے ورنہ یہ عبرتناک حالت نہ بنائی گئی ہوتی۔ بے تعصب تحقیقاۃ تو یہ تھی۔ کہ کتابون سے حوالے لکھہ کر پیش کرتے یا حوالے ہی کتابون کے دیدیتے۔ اور قوم سے داد چاہتے۔ جس شان کے مسیح اور جس شان کے علی و حسین اور جس طرز کا پیغمبر اور جس وضع کا قرآن ہمارا ہیرو لئے بیٹھا ہے۔ ہم اس کے نہ پابند نہ وہ گروہ ہمارا معبود و مسجود۔ نہ ہم اس کی ناکام موتون پر رونے والے نہ غمگین۔ ہم اپنے مسیح اپنے علی اپنے حسین اپنے محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنے قرآن پاک کی جس قدر عزت کرتے ہین۔ وہ ہمارے رب پر روشن ہے۔ جس کے ہاتھ مین فتح مبین کا دکھارا ہے۔ منہاج نبوت نے تو حقیقتاً اس گروہ کو بے بس کر دیا ہے۔ جن واقعات کا اشارہ کر کے فقرے کسے ہین۔ وہ واقعات صریح دھوکا دینے والے ہین جن کا پوچھ ہے۔ کہ اصل معاملات کو صاف صاف نہین لکھا۔ یا ان کتابون اور صفحات کا حوالہ دیا ہوتا۔ تب ایڈیٹر نکتہ چین کی قابلیت و بے تعصبی کھلتی

ایک بڑا مذہبی خطرہ جس ملحد گروہ کی مرزا صاحب نے جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

* دیکھو اصلاح بابتہ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ "تنقید بخاری"

عالم آشکار بیخ کنی کی ہے۔ اگر وہ لاکھوں لعنتیں بھی مرزا صاحب پر بھیجے۔ تو کیا عجب ہے۔ مرزا صاحب سلمہ ربہ کا کوئی فعل خلاف عدل خلاف اجتماع قومی خلاف کفایت شعاری خلاف سعی و محنت نہیں ہے۔ البتہ جس ملحد ناپاک گروہ کو انبیائے سابقین کی عزت و حرمت حقیقی طور پر نہیں ہے۔ صرف اس کی آڑ میں ذاکر بنکر روٹیاں توڑنا آتا ہے وہ مرزا صاحب کے عروج کو اپنا دشمن رزق جان کر دل کے پھپھولے توڑتا ہے۔ اسے بھلا مرزا صاحب کی سعی جمیلہ اور تعلیم پاک کی کیا قدر ہوگی۔ ہماری رائے میں تو یہ نکتہ چین عشرہ محرم میں برابر پانی پی پی کر مرزا صاحب کو کوسا کرے۔ اور سینہ زنی کر کے دل کی جلن مٹا لیا کرے۔ تو اچھا ہے۔ تضیع اوقات پبلک سے کیا حاصل۔ مرزا صاحب کے اقوال و اعمال سے دیکھ کر تو انسان صفات عالیہ سیکھتا ہے۔ بزرگان دین پر بدظنی کجا ماں۔ کرایہ کے حدیث خوانوں اور روٹیوں پر نوحہ گری کرنے والوں اور رومال منہ پر رکھ کر گلا پھاڑنے والوں آنکھوں کو آنسوؤں سے نہ آشنا کرنے والوں اور مٹھائی بوندی کے ٹھیکروں پر سینہ کوبی کرنے والوں کی مثالیں ضرور ایک لعنتی گروہ اعلیٰ درجہ کا بدظن نکتہ چین گروہ بنا رہی ہیں۔ پناہ بربی۔ ہم ان دونوں نمونوں کو قوم کے آگے پیش کرتے ہیں۔ اور فیصلہ خدا کے سپرد۔ جو شخص سچے مرسلوں کا معیار ہی نہیں جانتا۔ وہ اپنے ابنائے جنس کی مصنوعی عبادات دیکھ کر دوسرے راستبازوں پر منہ آئے۔ اور جھوٹا جانے تو کچھ شکوہ نہیں ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپر چشم ٭ چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔

اصل یہ ہے۔ کہ ان اگلوں میں جنھوں نے معصوم نبی کو سولی پر چڑھایا۔ اور ان پچھلوں میں جو ایک معصوم کی ترقی جاہ اور نورانیت کو دیکھ نہیں سکتے۔ امور متشابہ فیہ بہت ہیں فرق یہ ہے۔ کہ وہ سولی چڑھانے پر کامیاب ہوئے اور یہ عدالتوں سے ناکام نامراد ہو پھرتے ہیں وہ خدا کی لعنت کے مزے چکھ چکے اور چکھ رہے ہیں۔ یہ امیدوار ابتدائے سبقوں سے عبرت پذیر نہیں ہوئے۔ بڑے سبق کے متوقع ہیں۔ مگر اللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔

صیغہ اصلاح کی نظر

اس ظاہری اصلاح باطنی عصا کی نظر بھی عجیب چیز ہے۔ عجب اس لئے کہ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است۔ ہر عمدہ خلق ہر سنت نبوی اس کے لئے عیب اور عدل سے خلاف ہے۔ ابوبکر و عثمان و عمر کی خلافت غصب و ظلم۔ مرزا صاحب کا کسی سے نکاح کرنا متاع سے بدتر۔ یہ قابل ایڈیٹر کیا ان بیچ والوں میں شامل تھا۔ جو نکاح کا پیام سلام لیجایا کرتے تھے؟ اگر وہ اس دلالی میں نہ تھا تو اسے کیا علم ہے کہ نکاح کے لئے بغیر مرضی کچھ ہو رہے ہے۔ بے تعصبی کی تحقیقات تو یہ تھی۔ کہ واقعات اور پیش گوئی نکاح کی پیش کر کے واقعاتی شہادت سے اپنے دعوے کو ثابت کیا جاتا۔ نکاح بغیر ایجاب و قبول ہوتا ہی نہیں پھر اسے کیوں اس قدر گھبراہٹ ہوئی غالباً اس نے نکاح ہوتے نہیں دیکھے بھگا لیجانیکے واقعات اس کے سر میں اس قدر جاگزین ہیں کہ نکاح کی فلاسفی بھی غت ربود ہو گئی افسوس۔ نکاح میں ناکامیابی تو جب کہنا روا ہے۔ جب فریقین میں سے کوئی مر جائے۔ ابھی تو بفضلہ دونوں موجود ہیں خدا کی وحی پہنچانے میں مامور کبھی ڈرا نہیں کرتے۔ چاہے کوئی دھمکی دے حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی نکاح میں کوئی مقررہ میعاد نہیں تھی۔ اسکو ایڈیٹر محقق بے تعصب بے لاگ (بیباک) ثابت کرتی ورنہ اس دھوکہ دہی سے کیا حاصل۔ جن واقعات کو بیٹے اور بیٹی کی بی بی اور مرزا صاحب کی بی بی کے متعلق لکھا ہے انکو ثابت کرنا چاہیئے تھا۔ بغیر ثبوت ہم کیونکر کہدیں کہ یہ جج کی بے تعصبانہ تحقیقات ہے۔ اگر ثناءاللہ چھاپ چکا ہے تو اسکو بلا تردید کیوں کہا جاتا ہے۔ ہزاروں بار تردید ہو چکی ہے وہ خدائے غیور کی ایک وحی تھی جس کے لطلان کی کوشش میٹا بیٹے کی زوجہ اور خود بیٹے کی ماں محض رنج کیوجہ سے کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی وحی کی تکذیب و تخریب کرنے والے ہمیشہ چھوڑ دئیے جاتے ہیں۔ یہی سنت انبیا ہے۔ حضرت نوح کا بیٹا۔ حضرت لوط کی بی بی اسی قسم کے نظایر ہیں ہیں۔ اس کو خلاف عدل کہنا کیسے نادان کا کام ہے اور پھر وہ بھی بغیر کسی شہادت کے بغیر انکشاف اصلیت کے۔ اور چلئے اور کونسا واقعہ خلاف عدل آپکے انبار بے تمیزی میں ہے اسے بھی پیش کیجئے

قومی اتفاق

مرزا صاحب نے قوم کی بدخواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ اول تو انھوں نے خود جہاد تیغ سے انکار کیا۔ یہ دلچسپ فقرہ کسی ملکی نمکحرام کی قلم سے نکلتا تو اچھا تھا۔ یا کسی اسلام کے مرتد کی تحریر میں ہوتا۔ تو مجھے صدمہ نہ ہوتا۔ افسوس ایسے تعلیم یافتہ کی حالت اس درجہ رکیک اور ردی ہو گئی ہے۔ کہ اسے عناد ذاتی کی وجہ سے کچھ امتیاز حق و باطل نہیں رہا۔ جہاد کا دوست سیف کا شیدائی۔ ہنوز اس غلامی پر اس زمانہ جرأت پر جہاد کا خواہشمند ہے۔ بفرض محال اگر آپکے دست حنائی میں سیف دیدیجائے۔ تو آپ کیا کر دکھائیں گے۔ کتنے پاپڑ توڑیں گے کوئی جرأت کی مثال پیش کیجئے ہم کوشش کریں گے۔ کہ گورنمنٹ میں آپکی جرأت کے متعلق میموریل بھیجیں اور آپ کسی ہیجڑوں کی فوج کے سپہ سالار بنائے جائیں۔ یہ مسلمانوں کے لیڈر اور مصلح ہیں۔ اللہ کی شان مسلمانوں میں سے جہاد کے بیہودہ خلاف شرع محمدی خیال کو مٹتا دیکھکر مٹانے والے کو قومی بدخواہ فرماتے ہیں۔ کیا برا کیا۔ کہ اسلام کا دامن تمہارے خون آلود پنجوں سے چھڑا کر کروڑوں کے لئے سایہ امن بنا دیا۔ جو ایسی خونریزی کو خلاف قانون الٰہی سمجھتے ہیں۔ مگر اسلام پر خاک ڈالنے والے مولوی تباہ ہو جائیں اور وہ قوم کسب کی سب غرق ہو جائے۔ جو تعلیم و معارف قرآنی کی منکر ہے۔ باوجود دعوی اتباع کے تو اور کیا چاہیئے چشم ما روشن و دل ماشاد۔ ہم کو اللہ تعالیٰ کے دین کے مقابلہ میں وہ قوم کب عزیز ہے۔ جو اس درجہ بے تمیز ہے۔ اس سے زیادہ نیک نیتی کیا ہوگی۔ کہ مرزا صاحب سلمہ ربہ نے ساری قوم کی پرواہ دین اللہ کے مقابلہ میں نہیں کی۔ ذاتی غرض مالی منفعت کا خیال ہوتا تو وہ بھی تمہاری طرح پیسہ کا اصول پیش نظر رکھتے قوم سے نہ بگاڑتے اور تمہاری طرح قوم کا خون چوستے امام مہدی کو خونی وہ قرار دیتے ہیں جو جہاد کے پر فساد عقیدہ کو دل میں پالے ہوئے نکبت و فلاکت قومی میں دل کو اس کی آمد کے سہارے تسکین دے لیتے ہیں۔ کہ وہ گئی ہوئی سلطنت بخشیگا۔ جہاد نبوی کی تذلیل کسیطرح نہیں ہو سکتی چاہے آئندہ جہاد ہو یا نہ ہو۔ جہاد نبوی حفاظت خود اختیاری کے لئے تھا۔ نہ طمع سلطنت کے لئے۔ جس کی تم آس لگائے بیٹھے ہو۔ یہودی بھی اصل مسیح سے سلطنت کے متمنی تھے۔ مگر آسمانی بادشاہت کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہو گئے۔ سلطنت جہانبانی اصولوں کی پیروی سے ملتی ہے۔ سعی و محنت سے ملتی ہے یا کسی تاریکی کے فرزند کی بدولت ملیگی۔ تم سے اپنے لبن جب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو پھر دوسرے کے سہارے عورتوں کیطرح آس لگائے بیٹھنے سے کیا ملیگا۔ انگریزوں جرمن۔ روسیوں جاپانیوں کی طرح اخلاق سلطنت پیدا کرو محنت و سعی کرو عدل والانصاف کو روزانہ زندگی میں برتو۔ سلطنت بھی مل جائے گی۔ کیا محض مہدی روپوش سرداب سے نکلکر تم کو اس روش غلامی سے چھٹا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ لے آؤ اگر نہیں مانتے چار جوان کسی پلٹن کی قلعی کھولدیں گے۔ وہ مہدی امام ہمام علیہ السلام جس کا سردار انبیاء نے وعدہ فرمایا تھا آگیا۔ اور آسمانی بادشاہت کا وارث ہے۔ وہ اسلام کے چہرہ کو زمانہ کے سامنے لا رہا ہے۔ اور ہر کہ و مہ فیض یاب ہو رہا ہے چاہو تم مانو۔ چاہو نہ مانو۔ چور بن کر چور کو جیل خانہ سے چھٹا لینا عدل ہے۔ ماشاءاللہ۔ سر سید اگر وہابی نہ تھے اور وہابی دھوکا دینے کے لئے بن گئے اور تقیہ آپ کی طرح گوارا کیا۔ تو نہایت برا نمونہ اخلاق کا دکھایا۔ سر سید نہ وہابی تھے اور نہ انھوں نے کبھی دھوکہ دیا۔ عیب ہر جگہ اور ہر وقت عیب ہے، مرے ہوئے سید کو کیوں اپنے ساتھ ذلیل کرتے ہو خدا سے ڈرو سچ کہا ہے۔ نادان دوست سے دانا دشمن بھلا۔ دوسرا امر مرزا صاحب کے خلاف یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر ناعاقبت اندیش کے نزدیک مرزا صاحب کا مسلمانوں کی موت کی پیشگوئیاں کرنا اور کسی کی قلبی تکلیف کی پرواہ نہ کرنا سخت اخلاقی جرم اور قومی اتفاق کے خلاف ہے۔ یہ وہی بات ہے۔ کہ جس کا جواب الزامی دیا جائیگا۔ تو ایڈیٹر کو مالیخولیا کا اندیشہ ہے۔ کیا آنحضرۃ کا اپنی قوم کے لوگوں کو قتل کرنا اور بیدریغ عزیزوں سے

عزیزون کو گھٹانا تو روا تھا یہ ناروا ہے۔ کیا حرب جمل اور حضرت علی کے وقت کی لڑائیاں اور حضرت امام حسین کا کوفہ جا کر بیعت لینا اجماع قومی کے اصول سے قابل نکتہ چینی نہین ہے۔ علیگڈھ کالج کی جدید تحریکات مذہبی کی بابت افسوس اجماعی اصول پر کوئی نکتہ چینی نہین ہوئی۔ اے نادان ناسمجھ مامور من اللہ اور مرسل حق کبھی مداہنہ نہین کرتے وہ اظہار حق مین کسی سے نہین ڈرتے جناب سید انبیاء رسول اللہ علیہ السلام کا فعل عین صواب اور ٹھیک مرضی الٰہی کے ماتحت تھا اور عمل وہی تھا۔ کیونکہ حفاظت خود اختیاری اسی مین تھی۔ اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام امر الٰہی مین کسی سے نہین ڈر سکتا۔ مجسٹریٹ کے سامنے جس امر کا اقرار کیا تھا وہ ایک خاص شخص کیساتھ معاہدہ تھا جیسا معاہدہ حضرت سرور عالم نے بھی صلح حدیبیہ کیا تھا۔ یہانتک کہ لفظ رسول اللہ اپنے نام کے آگے سے کاٹ دیا تھا۔ اور مکہ سے بےحج مراجعت کی تھی۔ کیونکہ الٰہی مصلحت اسی مین تھی جس معاہدہ کا یہ ذکر ہے یعنی یہ کہ کسی کی موت کی پیشگوئی کرنا اور اس کا اعلان کرنا مجسٹریٹ کے ڈر سے قبول کر لیا۔ اس کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ حجت ختم کرنا چاہتی تھی چنانچہ اس واقعہ سے قبل ہی ایک عیسائی ایک آریہ ہندو ایک مسلمان کی موت یہ تین معیّن بطور حجت کے ہو چکی تھین۔ آئندہ نہ اس کی ضرورت تھی اور نہ کوئی پیشگوئی کرنی تھی پھر معاہدہ کرنے سے کیا حرج ہوا۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ کوئی پیشگوئی ہی شائع نہ ہوگی۔ تو یہ بیہودہ خیال ہوگا۔ کیونکہ سینکڑون پیشگوئیان جب سے آجتک شائع ہو چکی ہین۔ پھر یہ معاہدہ کسی طرح اخلاق کا ضعف نہین ظاہر کر سکتا۔ نہ کلمہ حق چھوڑنا اس کو کوئی کہہ سکتا ہے۔ ہر وہ شے جو تمہارے چھوٹے سے دماغ مین نہ آسکے۔ تو وہ کیون لغو خلاف اصلیت ہے؟ تم کو یہ عقدہ آجتک نہین کھلا۔ کہ کس طرح تم اختلاط والدین سے اس عالم مین تشریف لائے۔ تو پھر نہ سمجھنے پر تم کو کبھی اپنی پیدائش پر لغویت اور خلاف اصل ہونے کا شبہ ہوا؟ کبھی نہین۔ اسی طرح ہر معاملہ کو غور سے سمجھو۔ سمجھنے پر جو لغو معلوم ہو اسے لغو سمجھو۔ مسیح نے تن تنہا مصلوب ہونا حسین نے تین دن کی بھوک پیاس مین ہزارون زخمون سے شہید ہونا قبول کیا۔ اور کلمہ حق کو نہ چھوڑا۔ بے شک کوئی دوسرا امام و نبی بھی ایسا نہین کریگا۔ کلمہ حق کو چھوڑنا اور بات ہے۔ اس کی یہی مثالین درست ہین۔ مگر معاہدہ شخصی کسی مدت تک کسی تحریر کی روش کے متعلق وہ امر ہے جس کی مثال ہمنے بتائی۔ مگر اے خوش دماغ مسئلہ تقیہ کی بابت جناب شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور امام حسین شہید کی بابت کیا خیال ہے۔ وہ کلمہ حق کا چھپانا ادنیٰ ادنیٰ انسان کے مقابلہ پر کس طرح آپ کی طبع آزادی پسند حق جو گوارا کرتی ہے؟

[illegible] ہے۔ اگر آپ جیسے خوش دماغ جج ہون۔ اور دوم

کے مصلح ہون۔ تو ہدائت گونگی اور اندھی ہی رہے۔ مگر
تو کار زمین رانکو ساختی ٭ کہ با آسمان نیز پرداختی۔ نبی کی اسی لئے ضرورت ہے۔ کہ اکثر لوگ کم عقل مکارون اور دجالون کے فتنون مین پھنسے ہوئے ہین

مرزا صاحب کے اسراف کی حقیقت تو جب کھلتی جب تم واقعات کو ایمانداری سے لکھتے۔ اور اس عرضی کو تحقیقات کی حد تک لیجا کر صحیح ثابت کر دیتے۔ چلتے ہوئے فقرے ہر شخص جانتا ہے۔

لنگر کا چندہ محض نذرانہ حضرت مرزا صاحب کا ہے اونھین اختیار ہے۔ جس مین چاہین صرف کرین۔ تم کو کیا حق حاصل ہے۔ کہ تم خوردہ گیری کرو۔ تم کو ثابت کرنا چاہیئے کہ یہ رقوم بطور امانت مرزا صاحب کے پاس بھیجی جاتی ہین اور ان مین خیانت ہوتی ہے۔ ورنہ منجملہ اور خرافات کے ایک یہ بھی ہے۔ اپنے اوقاف اور مصارف امام باڑہ جات پر نظر ڈالکر اور مجتہدون کی پاک کمائیون اور پاک مصارف پر نگاہ کر کے کچھ کہا جائے۔ تو خیر صبر ہوگا

طعنہ بر خوبان بدین روئے سیاہ

مرزا صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ بڑی جائداد خرید کی ہے۔ اور اپنی حالت درست کرنے کی کوشش سب پیرون فقیرون۔ مولویون اور امام باڑون اور تعزیون کی چراغی پر خوش پوشی کرنے والون سے زیادہ کی ہے محض افترا پر افترا ہے۔ ہم کیا کہین بجز اس کے کہ لعنة الله علی الکاذبین۔ مرزا صاحب سلمہ ربہ کی جائداد اللہ تعالےٰ نے خود بڑھا رکھی ہے۔ قادیان کا مالک مرزا صاحب کا خاندان ہے۔ شرط واجب العرض یہی ہے کہ جو شخص قصبہ مین لاوارث فوت ہو جائے۔ تو اس کی اراضی کے مالک مرزا صاحب ہین۔ اس طرح اللہ تعالیٰ روز بروز توسیع ملکیت کر رہا ہے۔ اس بارہ مین انسان کی امداد کی حاجت ہی نہین ہے۔ رہی مکانات کی توسیع جس پر عصر جدید نے اپنے بوسیدہ منطق ختم کر کے بہت فخر کیا ہے۔ اس کی حالت یہ ہے۔ کہ جس کے گھر پر بہت سے مہمان آئین گے وہ شریف میزبان ضرور ان کی خاطر داری کرے گا۔ چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب مدظلہ کے حضور مین صدہا مہمان آتے ہین۔ اس لئے آپنے مکانات کی توسیع کو بہت ضروری سمجھا۔ ہان وہ بخیل میزبان کیون اس کی قدر کریگا۔ اور کیون اسے ضرورت ہوگی۔ جس کے پاس کوئی آتا ہی نہ ہو۔ جس قوم کے اخلاق مین اس قدر وسعت نہ ہو۔ کہ بارہ امامون سے زیادہ کی ضرورت حقہ کو محسوس کر سکے۔ چاہے دنیا کی عمر ہزارون سال [illegible]

دل مین مہمانون کے لئے کہان جگہ۔ یہ منطق تو ہر مجتہد مالدار

شیعہ پر صادق آسکتی ہے۔ کیونکہ بکثرت امام باڑہ جات مسکونہ مکانات کے ساتھ تھی ہین۔ اور مکانات کی توسیع کے موجب بنے ہین۔ اسی مشاہدہ نے بدظنی سکھائی ہے بمقتضائے تجربہ یہی تھا۔ اس لئے ہم بیچارہ کو زیادہ خفیف کرنا نہین چاہتے

عاقلان را اشارہ کافی۔

مرزا صاحب کا خدا اگر کفیل نہ ہوتا۔ اور اگر وہ قوم کے دلون مین کشش مقناطیسی کا اثر نہ پیدا کرتا۔ تو دنیا کے فرزند مقدمہ بازیون ہی مین فیصلہ کر دیتے۔ آپنے اس مامور من اللہ پر کون سی مصیبت توڑنے کی کوشش نہین کی۔ اور کس وقت چین سے بیٹھنے دیا۔ تجارت اور مفت کے روپیہ سے عیش تو البتہ وہ مولوی کر رہے ہین۔ جن سے جناب کو سابقہ پڑتا ہے۔ اور چونکہ مشاہدہ نے ڈھکوسلے باز و شعبدہ باز ہمیشہ دکھلائے ہین۔ اس لئے آپ کو کیونکر اس افترا پرداز نہ آہین کسی استغنا کی قدر ہو سکتی ہے۔ زائرین کربلا کے دل سے کوئی پوچھے کہ کس طرح جیب تمنا و جیب جامہ خالی لے کر لوٹتے ہین خدا اس لوٹ سے جو لوٹ ہو۔ مالی و اخلاقی۔ مالی لوٹ کا یہ حال ہے۔ کہ کاغذ اور کھپچیون کے سنگھار کی بدولت قوم کے لاکھون کروڑون روپے نکلے جاتے ہین۔ اخلاقی لوٹ کا یہ حال ہے۔ کہ ہر شخص کے دل رکھنے کے لئے جھوٹ بولدو مخالفون کو زبان ہات پاؤن غرض ہر طرح سے نقصان پہنچاؤ۔ چاہے آبرو ہی کیون نہ جائے۔ مگر موقعہ پاکر گنہگار بنا دو۔ فاسق بنا دو۔ زانی بنا دو۔ ع

ہر عیب بحکم ہیبکہ طاعت باشد ٭ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

مرزا صاحب کا گھر اگر ہزار یا دو ہزار روپیہ مین کسیقدر وسیع ہو جائے۔ تو ناگوار۔ لیکن مشہد مقدس مین چار چار انگل زمین لاکھون روپیہ کھا جائے۔ تو پسند۔ زندہ انسان بندگان خدا امن و عافیت پائین۔ تو ناروا۔ ہڈیون کے قافلے کے قافلے زمین مین گڑتے چلے جائین۔ اور لاکھون کے خرچ مین تو عزیز خاطر۔ چاہے مہینہ بھر کے بعد نکالکر پھینک دئے جائین افسوس آپنے اپنی اس قدر علتین دکھا کر ناحق اپنے آپ کو ہرچہ گیرد علتی علت شود کا مصداق بنالیا۔ علت غائی آپ کی اور اس تحریر کی زمانہ پر روشن ہو گئی جو معیار جناب کا ہے۔ اس پر تو سوائے تاریکی کے فرزند کے اور کوئی پورا نہ اترا ہے۔ نہ اتریگا۔ مناسب تو یہ ہے۔ کہ سرداب سر من رائے جائیے۔ اور اصل مہدی کو لا کر ہم سب کی قلعی کھولدیجئے۔ اس تو تو مین مین سے کیا حاصل۔ بھنورے کا پلا دیکھ کر ہم خود فیصلہ کر لین گے اصل قرآن شریف بھی مل جائے گا۔ بہتر تو یہی ہے۔ کہ آپ رخصت لے کر سرداب چلئے اور اس معصوم روپوش

[illegible] زندہ [illegible] لانا مشکل ہے۔ جبکہ مردہ مسیح کو زندہ کرنا آسمان سے لانا آسان ہے۔

الغرض اس تمام تحریر سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ آپ سے اگر ممکن ہو۔ تو کبھی اللہ تعالیٰ کے چہرہ کو دنیا میں چمکنے نہ دیں۔ مگر کیونکہ نور حق سے تو کروڑون کی جعلسازیان اور افترا پردازیان کھل رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندون پر رحم فرماتا ہے اور ہادی بھیجتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ دنیا راہ راست پر آئے۔ لیکن مدعی کیون اپنی کرنی سے باز آتے ہیں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھیں گے۔ جب تک قدرت ہے۔ مگر نہ نادانو! "اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون" کم سے کم اس بحثا بحثی میں یہ بات تو کھل گئی۔ کہ مامور من اللہ اور مرسل من اللہ کے ساتھ اس طرح دنیا عناد رکھتی ہے۔ اگلون پر ہنستے ہیں۔ کہ کیسے نادان تھے۔ کہ راستی سے منہ موڑا۔ کیا عقل نہ تھی۔ لیکن ہم نے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا۔ کہ مفسد ہمیشہ مصلح بن کر قوم کو راستبازون کی طرف جانے سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہزارون ہزارون شکر۔ کہ اس نے امام معصوم کی صداقت اپنے لاکھون نشانات آسمانی سے قائم کر دی۔ اور ثابت کر دیا کہ تاریکی کے فرزند اور ان کے چیلے چاپڑے نجات سے بے نصیب اور اس راہ پاک سے کوسون دور پڑے ہوئے ہیں۔ زمانہ سنت اللہ پر چل رہا ہے۔ اور سنت اللہ ہی ایک غیر قابل تغیر قانون ہے۔ سنت اللہ توڑنے والون پر زمانہ نیارہ کہرا رہتا ہے۔ یہی خدا کی لاٹھی ہے۔ پیسہ اخبار کی لٹک چلی۔ عصر جدید بھی راہ طے کر رہا ہے۔ عنقریب اس منزل پر پہنچیگا۔ جہان اس کے بھائی پیشوائی کرین گے

آخر میں یہ عاجز اس اظہار کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ پاکان کند

غلام مسیح موعود ذوالفقار علی خان۔ ۳۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

براہین احمدیہ

براہین احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلی تصنیف اور اس سلسلہ کی صداقت کی سب سے پہلی گواہ ہے۔ اس میں مندرجہ پیشگوئیان آج تک پوری ہو رہی ہیں۔ اور قیامت تک ہوتی رہیں گی۔ یہ کتاب ہر چہار جلد نہایت عمدہ۔ خوشخط چھپ رہی ہے۔ قیمت صرف پہلے تین روپے۔ عہ۔ درخواستیں بنام معراج الدین عمر۔ پروپرائیٹر بدر۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور آنی چاہئیں

درخواست دعا

میان احمد الدین صاحب زرگر پنڈی چری ضلع ملتان علالت کے لئے درخواست کرتے ہیں [illegible]

حرمت تصویر بازی

ذکر آیا۔ کہ ایک شخص نے حضور کی تصویر ڈاک کے کارڈ پر چھپوائی ہے۔ تاکہ لوگ ان کارڈون کو خرید کر خطوط میں استعمال کرین۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ میرے نزدیک یہ درست نہیں بدعات پھیلانے کا یہ پہلا قدم ہے۔ ہم نے جو تصویر فوٹو لینے کی اجازت دی تھی۔ وہ اس واسطے تھی۔ کہ یورپ امریکہ کے لوگ جو ہم سے بہت دور ہیں۔ اور فوٹو سے قیافہ شناسی کا علم رکھتے ہیں۔ اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے ایک روحانی فائدہ کا موجب ہو کیونکہ جیسا تصویر کی حرمت ہے۔ اس قسم کی حرمت عموم نہیں رکھتی۔ بلکہ بعض اوقات مجتہد اگر دیکھے کہ کوئی فائدہ ہے۔ اور نقصان نہیں۔ تو وہ حسب ضرورۃ اس کو استعمال کر سکتا ہے۔ خاص اس یورپ کی ضرورۃ کے واسطے فوٹو کی اجازت دی گئی چنانچہ بعض خطوط یورپ امریکہ سے آئے۔ جن میں لکھا تھا۔ کہ تصویر کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بالکل وہی مسیح ہے۔ ایسا ہی امراض کی تشخیص کے واسطے بعض وقت تصویر سے بہت مدد مل سکتی ہے۔ شریعت میں ہر ایک امر جو نافع الناس ہے لئے آئے۔ اس کو دیر پا رکھا جاتا ہے۔ لیکن یہ جو کارڈون پر تصویرین بنتی ہیں۔ ان کو خریدنا نہیں چاہیے۔ بت پرستی کی جڑ تصویر ہے۔ جب انسان کسی کا معتقد ہوتا ہے۔ تو کچھ نہ کچھ تعظیم تصویر کی بھی کرتا ہے۔ ایسی باتون سے بچنا چاہیئے اور ان سے دور رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ہماری جماعت پر سر نکالتے ہی آفت پڑ جائے۔ میں نے اس ممانعت کو کتاب میں درج کر دیا ہے۔ جو زیر طبع ہے۔ جو لوگ جماعت کے اندر ایسا کام کرتے ہیں۔ ان پر ہم سخت ناراض ہیں۔ اُن پر خدا ناراض ہے۔ ہان اگر کسی طریق سے کسی انسان کے روح کو فائدہ ہو۔ تو وہ طریق مستثنےٰ ہے

(ایک کارڈ تصویر والا دکھایا گیا) دیکھ کر فرمایا۔ یہ بالکل ناجائز ہے۔ ایک شخص نے اس قسم کے کارڈون کا ایک بنڈل لاکر دکھایا۔ کہ میں نے یہ تاجرانہ طور پر فروخت کے واسطے خرید کئے تھے۔ اب کیا کرون فرمایا ان کو جلا دو اور تلف کر دو اس میں اہانت دین اور اہانت شرع ہے نہ ان کو گھر میں رکھو۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ اس سے اخیر میں بت پرستی پیدا ہوتی ہے۔ ایسی تصویر کی جگہ اگر تبلیغ کا کوئی فقرہ ہوتا تو خوب ہوتا۔ الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء

ضروری اطلاع

رسالہ نور الدین جس میں فاضل مصنف نے بعد نظر ثانی کسی قدر اضافہ کیا ہے۔ خوشخط۔ عمدہ کاغذ پر چھپ کر تیار ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۸ ۔ ہے

درخواستیں اس پتہ پر ہون

سیٹھ عبد الواحد ہدایت اللہ مرچنٹ و کمیشن ایجنٹ کٹڑہ جیمل سنگھ۔ امرتسر

خط و کتابت

ہر ایک خریدار کو جب اخبار روانہ کیا جاتا ہے تو اس کے پتہ کے چٹ پر نام سے پہلے نمبر خریداری بھی دیا جاتا ہے۔ سب خریداران کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ خط و کتابت کے وقت خط کے اندر اپنے نام کیساتھ نمبر خریداری ضرور دیا کرین اور اپنا نام اور پتہ صاف اور خوشخط لکھا کرین بعض لوگون کی عادت ہے۔ کہ خط کا مضمون نہایت خوشخط لکھتے ہیں مگر اپنا نام اور پتہ ایسا شکستہ خط میں جلدی سے لکھ ڈالتے ہیں کہ یہان کسی سے نہیں پڑھا جاتا اور اس واسطے ایسے خط بغیر جواب لکھنے کے افسوس کیساتھ فائل کر دئے جاتے ہیں۔

اجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	تین ماہ	یک ماہ	یکبار
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	صہ
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	صہ	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	للعہ	عا
ربع کالم	[illegible]	[illegible]	صہ	[illegible]	[illegible]

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر لیکن عہ روپیہ سے کم اجرت کا اشتہار نہیں لیا جائیگا ضمیمہ بحساب فی سینکڑہ اخبار کیساتھ تقسیم کیا جائیگا ضمیمہ بھجوانے کیلئے نمونہ ارسال کر کے بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کرلیں ایڈیٹر کو اختیار ہے کہ کسی اشتہار کے لینے سے انکار کر دے اجرت اشتہارات پیشگی ادا ہونی چاہیئے مستقل اشتہار دینے والوںکو اخبار مفت بھیجا جائیگا بشرطیکہ انکے اشتہار کی اجرت سالانہ [illegible] روپیہ سے کم نہو جن کے اشتہار کی اجرت [illegible] روپیہ سالانہ ہوگی انکو اخبار مفت لیکن محصول ڈاک انہیں دینا پڑیگا۔

بدر پریس قادیان میں میان معراج الدین عمر پروپرائیٹر بدر کے لئے چھاپا گیا